اعلیٰ حضرت
فاضل بریلوی کا نعتیہ دیوان
حدائق بخشش کامل
مدینہ پبلشنگ کمپنی
مشہور محل۔ کراچی

اِنَّ مِنَ الشِّعۡرِ لَحِکۡمَۃً وَاِنَّ مِنَ الۡبَیَانِ لَسِحۡرًا

مجدّدِ ملّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کا

نعتیہ کلام

حصہ اول

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

شائع کردہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی

میکلوڈ روڈ، کراچی

(مشہور آفسٹ پریس کراچی)

ذریعہ قادریہ

۱۳۰۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ
وَاٰلِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

وصل اوّل در نعت اکرم حضور سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے — کشفِ[1] ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

تاج فرقِ عرفا کس کے قدم کو کہیے — سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں — خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس — نشّے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض — اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

دلِ اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

وصلِ چہارم

در مناقبِ اعداء و استعانت از آفات

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا — مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی — ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

---

[1] یقول کانہم لکمال الدھش ذھبت اذھانہم الی قولہ تعالیٰ یوم یکشف عن ساقٍ مع انہ لم یکن الا جلوۃ العبد لا تجلی المعبود کما تسجد اہل الجنۃ حین یرون نور رداءِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند تحولہ من بیت الی بیت زعمًا منہم انہ قد تجلّٰی ربہم تبارک و تعالیٰ کما ورد فی الحدیث ۱۲

سگ[۱] درِ قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی　　نہد بندِ بدن اے روبہِ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ　　بندہ مجبور ہے خاطر[۲] پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری　　دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے　　جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر　　کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزدِ رجیم　　الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

نزع میں گور میں میزاں پہ سرِ پل پہ کہیں　　نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر　　مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلّا تیرا

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے　　کہ فلک[۳] وار مریدوں پہ ہے سایا تیرا

اے رضاؔ چیست غم ار جملہ جہاں دشمنِ تست
کردہ ام مامنِ خود قبلۂ حاجاتے را

ہم[۴] خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا　　خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں　　یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

---

[۱] اشارا بقصہ منعانی ۱۲

[۲] و ثبوت روشن ایں معنی در رسالۂ مصنف قدس سرہ شہنشاہ دان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی باید دید

[۳] ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض قال سیدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۴] مدر د مبتدی کہ بعض علمائے کرام را نسبت بہ پیر خود گفتہ بود وجہ نسبت خاک را با عالم پاک ۱۲۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّد عالم
اس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیرِ مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

منجدھار پہ آکے ناؤ ٹوٹی
دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
لِلّٰہ یہ بوجھ اُتار آقا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا

میں دور ہوں تم تو ہو مرے پاس
سن لو میری پکار آقا

مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غمگسار آقا

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی
ڈوبا، ڈوبا، اُتار آقا

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے | میں وہ کہ بدی کو عار آقا
پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا | دے دے ایسی بہار آقا
جس کی مرضی خدا نہ ٹالے | میرا ہے وہ نامدار آقا
ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ | میرا ہے وہ کامگار آقا
سویا کئے نابکار بندے | رویا کئے زار زار آقا
کیا بھول ہے انکے ہوتے کہلائیں | ق | دنیا کے یہ تاجدار آقا
انکے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں | ایسے ایسے ہزار آقا
بے ابر کرم کے میرے دھبے | لَا تَغْسِلُهَا الْبِحَار آقا

آتی رحمت رضا پہ کر لو
لَا یَقْرَبُهُ الْبَوَار آقا

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا | نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
یہی ہے اصلِ عالم مادہ ایجادِ خلقت کا | یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا
گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا | خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا
گنہ مغفور دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا | تعالی اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا
نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی | چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

۱؎ ترجمہ انھیں سمندر نہ دھوئیں ۱۲ ۔ ۲؎ ترجمہ ہلاکت اس کے پاس نہ آئے ۱۲

بُو ہو کے نہاں ہو گئے تابِ رُخِ شہ میں
لو بن گئے ہیں اب تو حسینوں کے دہن پھول

ہوں بارِ گنہ سے نہ خجل دوشِ عزیزاں
لِلّٰہ مری نعش کر لے جانِ چمن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

دل کھول کے خوں رولے غمِ عارضِ شہ میں
نکلے تو کہیں حسرتِ خوں نابہ شدن پھول

کیا غازہ مَلا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
صلی اللہ علیہ وسلم
نکھرے ہوئے جوبن میں قیامت کی پھبن پھول

گرمی یہ قیامت کہ کانٹے ہیں زباں پر
بلبل کو بھی اے ساقی صہبا و لبن پھول

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کے اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول

دل غم تجھے گھیرے ہیں خدا تجھ کو وہ چمکائے
سورج ترے خرمن کو بنے تیری کرن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحٰے ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

لہ لہ لہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزّ و علا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیونکر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

۱؎ قال اللہ تعالیٰ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۔ مجھے اس شہر مکہ کی قسم ہے اس لئے کہ اے محبوب تو اس میں تشریف فرما ہے ۱۲ ۲؎ قال اللہ تعالیٰ وقیلہ یا رب ان ھؤلاء قوم لا یومنون ۔ مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲ ۳؎ قال اللہ تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون ۔ اے مجھے تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں ۱۲ ۔

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

بے نواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریرِ دست
رہ گئیں جو پا کے جودِ لایزالی ہاتھ میں

کیا لکیروں میں یداللہ خطِ سروِ آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

جودِ شاہِ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

ابرِ نیساں مومنوں کو تیغِ عریاں کفر پر
جمع ہیں شانِ جمالی و جلالی ہاتھ میں

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

سایہ افگن سر پہ ہو پرچمِ الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دستِ بیضائے کلیم
موجزن دریائے نورِ بے مثالی ہاتھ میں

وہ گرانِ سنگیِ قدرِ مس وہ ارزانیِ جود
نوعیہ بدلا کئے سنگ و لآلی ہاتھ میں

دستگیرِ ہر دو عالم کردیا سبطین کو
اے میں قرباں جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقفِ سنگِ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قرباں رہا
ہیں لکیریں نقشِ تسخیرِ جمالی ہاتھ میں

سایۂ دیوار خاک در جہ یارب اور رضاؔ
خواہش دیہیم قیصر شوق تختِ جم نہیں

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے مصطفےٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یاس و امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

اُف رے خود کام بے مروت — پڑتا ہے کام آدمی سے

تو نے ہی کیا خدا سے نادم — تو نے ہی کیا خجل نبی سے

کیسے آقا کا حکم ٹالا — ہم مر مٹے تیری خود سری سے

آئی نہ تھی جب بدی بھی تجھ کو — ہم جانتے ہیں تجھے جبھی سے

حد کے ظالم ستم کے کٹّر — پتھر شرمائیں تیرے جی سے

ہم خاک میں مل چکے ہیں کب کے — نکلا نہ غبار تیرے جی سے

ہے ظالم میں نباہوں تجھ سے — اللہ بچائے اس گھڑی سے

جو تم کو نہ جانتا ہو حضرت — چالیں چلئے اس اجنبی سے

اللہ کے سامنے وہ گُن تھے — یاروں میں کیسے متقی سے

رہزن نے لوٹ لی کمائی — فریاد ہے خضر ہاشمی سے

اللہ کنوئیں میں خود گرا ہوں — اپنی نالش کروں تجھی سے

ہیں پشت پناہ غوث اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

شجرہ علیّہ حضرات عالیہ قادریّہ برکاتیّہ رضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اِلیٰ یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے — یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا — ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے — نبی راز دار مع اللہ لی ہے

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا — رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

ہے بیتاب جس کے لئے عرش اعظم — وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری — فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

تلاطم ہے کشتی پہ طوفان غم کا — یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے

نہ کیوں کر کہوں یاحبیبی اغثنی[1] — اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

صبا ہے مجھے صرصر دشت طیبہ — اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے

ترے چاروں ہمدم ہیں یکجان یکدل — ابوبکر فاروق عثمان علی ہے

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے — دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر — کہ تجھ پر مری حالت دل کھلی ہے

تمنا ہے فرمائیے روز محشر — یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

---

[1] اے میرے پیارے میری فریاد کو پہنچ۔

جو مقصد زیارت کا بر آئے پھر تو
نہ کچھ قصد کیجئے یہ قصد دلی ہے

ترے در کا درباں ہے جبریل اعظم
ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضاؔ کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

نہ عرش ایمن نہ اِنّی ذَاهِبٌ[1] میں میہمانی ہے
نہ لطف اُدْنُ یا احمد[2] نصیب لَنْ تَرَانِی[3] ہے

نصیبِ دوستاں گر انکے در پر موت آتی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

اسی در پہ تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

ہر اک دیوار و در پہ مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگارِ مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

ترے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اسکی
زبانِ بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے

کھلے کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَاَی الْحَق زیبِ جامِ مَنْ رَّانِی ہے

---

[1] موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اِنّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی سَیَھْدِیْنِ ——— میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا وہ مجھے راہ دکھائے گا۔

[2] حدیث میں رب عزوجل نے ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شب معراج فرمایا اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ پاس آ اے احمد پاس آ اے محمد پاس آ اے تمام جہاں سے بہتر ۱۲

[3] موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہ طور پر خواہش کی دیدار الٰہی کی حکم ہوا لَنْ تَرَانِی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے یعنی دنیا میں دیدار الٰہی کی تاب کسی کو نہیں۔ یہ مرتبہ اعلیٰ صرف سید الانبیاء کے لئے ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (باقی نوٹ صفحہ ۸۶ پر)

آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہرباں ہم کریں جرم آپ رحمت کیجیے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ
یاد اُس کی اپنی عادت کیجیے

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے ملحدوں کی کیا مروّت کیجیے
ذکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے
مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے
کیجیے چرچا اُنھیں کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجیے
آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے
حق تمھیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجیے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور جانبِ مہ پھر اشارت کیجیے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب اُس برے مذہب پہ لعنت کیجیے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجیے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر مومنو! اتمامِ حجت کیجیے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجا و استغاثت کیجیے

اُس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت[1] کدھر کی ہے

کعبہ بھی ہے اُنہیں کی تجلّی کا ایک ظِل
روشن اُنہیں کے عکس سے پتلی[2] حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل[3] و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مولیٰ علی[4] نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر[5] کی ہے

صدّیق[6] بلکہ غار میں جان اُس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر[7] کی ہے

---

[1] نہضت کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہونا ۱۲ [2] یعنی سنگ اسود کو سیاہ رنگ کا پتھر کعبہ معظمہ میں نصب ہے اور آنکھ کی پتلی سے مشابہ ہے ۱۲ [3] کعبہ معظمہ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا اور منیٰ مکہ معظمہ سے تین میل پر وہ بستی ہے جہاں قربانی ہوتی ہے اور تین جگہ شیطان کو سنگریزے مارے جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں بھی اس مقام میں سنت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ۱۲ [4] خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھ کر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا مولیٰ علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آنکھ سے دیکھ رہے ہیں کہ وقت جا رہا ہے۔ مگر صرف اس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب مبارک میں خلل آئے جنبش نہ کی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا ۱۲۔ [5] خطر بمعنی شرف نماز عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے کہ سب نمازوں سے افضل و اعلیٰ ہے ۱۲ [6] اس کا اشارہ نیند کی طرف ہے۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیند پر اپنی جان قربان کر دی کہ غارِ ثور کے سوراخ میں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیئے۔ ایک سوراخ باقی رہا اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ حضور نے ان کے زانو پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مشتاق زیارت اقدس رہتا تھا۔ اپنا سر صدیق کے پاؤں پر ملا۔ انھوں نے اس خیال سے کہ جان جائے محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے۔ پاؤں نہ ہٹایا آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا۔ آخر اسی سے شہادت پائی ۱۲ [7] غرر بالضم جمع اغر بمعنی روشن تر یعنی جان کا رکھنا سب فرضوں سے زیادہ مہم ہے۔ صدیق نے خواب اقدس کے مقابل اس کا بھی خیال نہ کیا۔

ذکرِ خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر[1] کی ہے

بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر[2] کی ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
تخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

اُن کی نبوت[3] اُن کی ابوت ہے سب کو عام
اُم البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے

ظاہر[4] میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اُس گل کی یاد میں یہ صدا ابو البشر کی ہے

پہلے[5] ہو اُن کی یاد کہ پائے جلا نماز
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے

---

[1] ہنود کے جوگی اور یہود و نصاریٰ کے راہب بھی اپنے زعم میں یادِ خدا کرتے ہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے الگ ہو کر۔ لہٰذا جہنمی ہوئے ۱۲

[2] ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ دنیا میں اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں جسم میں اور روح میں جو نعمت جو برکت جو خوبی روزِ اول سے ابد الآباد تک جسے ملی اور ملتی ہے اور ملے گی اس سب میں واسطہ و قاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضور کے ہاتھ سے ملیں اور ملتی ہیں اور ملیں گی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم واللہ المعطی۔ دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والا میں۔ اس کا مفصل بیان مصنف کے رسالہ سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ہے ۱۲

[3] علما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کے پدرِ معنوی ہیں کہ سب کچھ انہیں کے نور سے پیدا ہوا۔ اسی لئے حضور کا نامِ پاک ابو الارواح ہے تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ صورت میں حضور کے باپ ہیں مگر حقیقت میں وہ بھی حضور کے بیٹے ہیں تو ام البشر یعنی حضرت حوا حضور ہی کے پسر آدم کی عروس ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۲

[4] آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضور کو یاد کرتے تو یوں کہتے یا ابنی صورۃ و ابانی معنیٰ اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ

[5] دونوں حرم شریف میں تہجد کے وقت سے موذن مناروں پر جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بآواز بلند عرض کرتے رہتے ہیں تو نمازِ صبح سے پہلے حضور کی یاد ہوتی ہے جس سے نماز جلا پاتی ہے جیسے فرض سے پہلے سنتیں۔

جُھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ مُنہ اپنا دیکھتے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ مجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لَن تَرَانِی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہدو کہ سر جُھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے ہیں

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعفِ تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

ادھر سے تھیں نذرِ شہ نمازیں ادھر سے انعامِ خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرتِ شنیدن
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سنی تھی سن چکے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارا بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارا کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

سرور مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہ عرب کی
جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکئے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکتے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَّاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

حضور پُرنور اعلیٰ حضرت مُجدّدِ دین و ملّت

مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام، کا

حصّہ دوم

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

باھتمام

مدینہ پبلشنگ کمپنی

مشھور محل، میکلوڈ روڈ، کراچی

قیمت:

ترا منسوب ہے مرفوع اِس جا — اضافت رفع کی عامل ہے یاغوث

ترے کامی مشقت سے بری ہیں — کہ بر تر نصب سے فاعل ہے یاغوث

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو — کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یاغوث

تری عزت، تری رفعت ترا فضل — بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یاغوث

ترے جلوے کے آگے منطقہ سے — مہ و خور پر خطِ باطل ہے یاغوث

سیاہی مائل اس کی چاندنی آئی — قمر کا یوں فلک مائل ہے یاغوث

طلائے مہر ہے ٹکسال باہر — کہ خارج مرکز حامل ہے یاغوث

تو برزخ ہے برنگِ نونِ منت — دو جانب متصل واصل ہے یاغوث

نبی سے آخذ اور اُمت پہ فائض — اُدھر قابل اِدھر فاعل ہے یاغوث

نتیجہ حدِّ اوسط گر کے دے اور! — یہاں جب تک کہ تو شامل ہے یاغوث

اَلَا طوبیٰ لکم ہے وہ کہ جن کا — شبانہ روز وردِ دل ہے یاغوث

عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں — جمی ہر جا تری محفل ہے یاغوث

ہے شرح اسم اَلْقَادِرْ ترا نام — یہ شرح اِس متن کی حامل ہے یاغوث

جبین جبہ فرسائی کا صندل — تری دیوار کی کہگل ہے یاغوث

بجا لایا وہ امرِ سَارِعُوْا کو — تری جانب جو مستعجل ہے یاغوث

تری قدرت تو فطریات سے ہے — کہ قادر نام میں داخل ہے یاغوث

تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے — تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یاغوث

رضا کے کام اور رک جائیں حاشا
ترا سائل ہے تو باذل ہی یا غوث

وصلِ سوم تفضیلِ حضور و رغمِ ہر عدوِ مقہور

بدل یا فرد جو کامل ہے یا غوث ۔ ترے ہی در سے مستکمل ہی یا غوث
جو تیری یاد سے ذاہل ہے یا غوث ۔ وہ ذکر اللہ سے غافل ہے یا غوث
انا السیاف سے جاہل ہی یا غوث ۔ جو تیرے فضل پر صائل ہے یا غوث
سخن ہیں اصفیا تو مغز معنی ۔ بدن ہیں اولیا تو دل ہے یا غوث
اگر وہ جسمِ عرفاں ہیں تو تُو آنکھ ۔ اگر وہ آنکھ ہیں تُو تِل ہے یا غوث
الوہیت نبوت کے سوا تُو ۔ تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جزِ نبوت ۔ کہ ختم اس راہ میں حائل ہی یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی ۔ نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت ۔ بس آگے قادری منزل ہی یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں ۔ وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث
رہا میدان و شہرستانِ عرفاں ۔ ترا رمنا تری محفل ہے یا غوث
یہ چشتی سہروری نقشبندی ۔ ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث
تری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی ۔ ترا میلہ تری محفل ہے یا غوث

خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی
نبی قاسم ہے تو موصل ہے یاغوث

عطائیں مقتدر غفار کی ہیں!
عبث بندوں کے دل میں غل ہے یاغوث

ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے
یہ منھ ورنہ کسی قابل ہے یاغوث

بھرن والے ترا جھالا تو جھالا
ترا چھینٹا مرا غاسل ہو یاغوث

تمنا مقصود ہے عرض غرض کیا
غرض کا آپ تو کافل ہو یاغوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تری رحمت اگر شامل ہو یاغوث

کعبے کے بدر الدجےٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحےٰ تم پہ کروروں درود

شافع روزِ جزا تم پہ کروروں درود!
دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود

جان و دلِ اصفیا تم پہ کروروں درود
آب و گلِ انبیا تم پہ کروروں درود

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
کوشک عرش و دنیٰ تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

طورِ کلیم پہ جو شمع تھا چاند تھا ساعیر کا!
نیّر فاراں ہوا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفےٰ تم پہ کروروں درود

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروروں درود

معدن اسرار علام الغیوب — برزخ بحرین امکان و وجوب

بادشاہ عرشیاں و فرشیاں — جلوہ گاہ آفتاب کن فکاں

راحت دل قامت زیبائے او — ہر دو عالم والہ و شیدائے او

جان اسمٰعیل بر رویش فدا — از دعا گویاں خلیل مجتبےٰ

گشت موسیٰ در طویٰ جویان او — ہست عیسیٰ از ہوا خواہان او

بندگانش حور و غلمان و ملک — چاکرانش سبز پوشان فلک

مہر تابان علوم لم یزل — بحر مکنونات اسرار ازل

ذرہ زاں مہر بر موسیٰ دمید — گفت من باشم بعلم اندر فرید

رشحۂ زاں بحر بر خضر او فتاد — تا کلیم اللہ را شد اوستاد

پس درانیں قدر شاہ انبیا — لیک محجوبم ز فہم اغبیا

وصف او از قدرت انساں وراست — حاش للہ ایں ہمہ تفہیم ماست

لذت دیدار شوخے سیم تن — ماہروے دلبر غنچہ دہن

فتنہ آئینے خراماں گلشنے — رشک گل شیریں ادا نازک تنے

گر بخواہی فہم او مردی کند — کو ز عشق و حسن تا آگہ بود

نا کشیدہ منت تیر جفا — لب بفریاد و فغاں نا آشنا

دل نشد خوں تا بہ دریا دلبے — بر لبش نامد ز ہجراں یاربے

مرغ عاشق بے پر و بالے شود — جز کہ گوئی چوں شکر شیریں بود

گرچہ خود داند اسیرِ دلربا
از کجا ایں لذت و شکر کجا

زیں مثل شد ہی از نیش و نوش
لیک من بارِ دگر رفتم ز ہوش

تا من از تمثیل مے کردم طلب
باز رفتم سوئے تمثیلے عجب

زیں کر و فرِ عجب وا ماندہ ام
حیرت اندر حیرت اندر حیرتم

ایں سخن آخر نہ گردد از بیاں
صد ابد پایاں رود او ہمچناں

نیست پایانش الیٰ یوم التناد
ختم کن واللہ اعلم بالرشاد

خامشی شد مہر لب ہائے بیاں
باز گرداں سوئے آغازش عناں

ایں چنیں صد با فتن انگیختند
بر سرِ خود خاک ذلت ریختند

فرقۂ دیگر ز اسمٰعیلیاں
بستہ در توہین آں سلطاں میاں

در دل شاں قصد تازہ فتنہا
بر لب شاں ایں کلام ناسزا

کہ بہ شش طبقات زیریں زمیں
حق فرستاد انبیاء و مرسلیں

شش چو آدم شش چو موسیٰ شش مسیح
شش خلیل اللہ شش نوح و انجیح

ہمدراں ہا شش چو ختم الانبیا
مثل احمد در صفات اعتلا

با محمد ہر یکے دارد سرے
در کمال ظاہری و باطنے

پارہ شد قلب و جگر زیں گفتگو
احذروا یا ایہا الناس احذروا

الحذر اے دل ز شعلہ زادگاں
ہائے از زنجیرِ شرع آزادگاں

مصطفیٰ مہریست تاباں بالیقیں
منتشر نورش بہ طبقاتِ زمیں

بحرِ زاخر شرعِ پاک مصطفیٰ | واں صدف عرش خلافت اے فتا
قطرہ ہا آں چار بزم آرائے او | زانکہ او کل بود و شاں اجزائے او
برگہائے آں گلِ زیبا بُدند | رنگ و بوئے احمدی می داشتند
قصد کاری کردِ آں شاہِ جواد | ہر یکے الیٰ لہ گویاں ستاد
جنبشِ ابرو نہ تکلیفِ کلام | خود بود ایں کار را آخر والسلام
آں عتیق اللہ امام المتقین | بود دِ قلب خاشع سلطانِ دیں
واں عمر حق گو زبان آنجناب | ینطق الحق علیہ والصواب
بود عثمان شرمگیں چشم نبی | تیغ زن دست جواد او علی
نیست گر دستِ نبی شیرِ خدا | چوں ید اللہ نام آمد مر او را
دست احمد عین دست ذوالجلال | آمد اندر بیعت و اندر قتال
سنگریزہ می زند دست جناب | مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ آید خطاب
وصف اہلِ بیت آمد اے رشید | فوق ایدیہم ید اللہ المجید
شرح ایں معنی بروں از آگہی ست | پا نہادن اندریں رہ بیرہی ست
تا ابد گر شرح ایں مجمل کنم | جز تحیر ہیچ نبود حاصلم
ربنا سبحانک لَیۡسَ لَنَا | علم شیء غیر مَا عَلَّمۡتَنَا
گفتہ گفتہ چوں سخن اینجا رسید | خامۂ گوہر فشاں داماں کشید
ملہمِ غیبی سروش راز داں | دامنم بگرفت کای آتش زباں

شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا الحاج الشاہ حامد رضا خانصاحب قدس سرہٗ

فرزند اکبر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا نعتیہ کلام

محمد مصطفیٰ نورِ خدا نامِ خدا تم ہو
شہِ خیر الورٰی شانِ خدا صلِّ علیٰ تم ہو

شکیبِ دل قرارِ جاں محمد مصطفیٰ تم ہو
طبیبِ دردِ دل تم ہو مرے دل کی دوا تم ہو

غریبوں دردمندوں کی دوا تم ہو دعا تم ہو
فقیروں بے نواؤں کی صدا تم ہو ندا تم ہو

حبیبِ کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو
محمد مصطفیٰ تم ہو محمد مجتبیٰ تم ہو

ہمارے ملجا و ماوی ہمارا آسرا تم ہو
ٹھکانہ بے ٹھکانوں کا شہِ ہر دوسرا تم ہو

غریبوں کی مدد بے بس کا بس روحی فدا تم ہو
سہارا بے سہاروں کا ہمارا آسرا تم ہو

نہ کوئی ماہوش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو

ہیں صدقے انبیا کے یوں تو سب محبوب ہیں لیکن
جو سب پیاروں سے پیارا ہے وہ محبوبِ خدا تم ہو

حسینوں میں تمہیں تم ہو نبیوں میں تمہیں تم ہو
کہ محبوبِ خدا تم ہو نبی الانبیاء تم ہو

تمہارے حسنِ رنگیں کی جھلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں بہارِ جانفزا تم ہو

زمیں میں ہے چمک کس کی فلک پر ہے جھلک کس کی
مہ و خورشید سیاروں ستاروں کی ضیا تم ہو

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ لوحِ محفوظِ خدا تم ہو

نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر
تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

انا مِنْ حَامِدٍ وَحَامِدٌ رَضَا مِنّی کے جلووں سے
بِحَمْدِ اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو